

أَيْمَانُكُمْ فَإِنْوَهُمْ نَصِيبُهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًاٌ  
أَلْرِجَاجُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَلَ اللَّهُ بَعْضَهُمُ عَلَى  
بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصِّلَاحُ قَنِيتُ حَفِظُ  
لِلْغَيْبِ بِمَا حَفَظَ اللَّهُ وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُورُهُنَّ فَعِظُوهُنَّ

سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو ان کا حصہ انہیں دو، یقیناً اللہ ہر چیز پر نگراں ہے [۵۵]

مرد عورتوں پر قوام ہیں، [۵۶] اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرا پر فضیلت دی ہے، [۵۷] اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ [۵۸] اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انھیں سمجھاؤ،

[۵۵] اہل عرب میں قاعدہ تھا کہ جن لوگوں کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ کے عہد و پیمان ہو جاتے تھے وہ ایک دوسرے کی میراث کے حق دار بن جاتے تھے۔ اسی طرح جسے بیٹا بنا لیا جاتا تھا وہ بھی منہ بولے باپ کا وارث قرار پاتا تھا۔ اس آیت میں جا بیت کے اس طریقے کو منسون کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وراثت تو اسی قاعدہ کے مطابق رشتہ داروں میں تقسیم ہونی چاہیے جو ہم نے مقرر کر دیا ہے، البتہ جن لوگوں سے تمہارے عہد و پیمان ہوں ان کو اپنی زندگی میں تم جو چاہو دے سکتے ہو۔

[۵۶] قوام یا قیم اس شخص کو کہتے جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت و نگرانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو۔

[۵۷] یہاں فضیلت بمعنی شرف اور کرامت اور عزت نہیں ہے، جیسا کہ ایک عام اردو خواں آدمی اس لفظ کا مطلب لے گا، بلکہ یہاں یہ لفظ اس معنی میں ہے کہ ان میں سے ایک صنف (مرد) کو اللہ نے طبعاً بعض ایسی خصوصیات اور قوتیں عطا کی ہیں جو دوسری صنف (عورت) کو نہیں دیں یا اس سے کم دی ہیں۔ اس بنا پر خاندانی نظام میں مرد ہی قوام ہونے کی الہیت رکھتا ہے اور عورت فطرتاً ایسی بنائی گئی ہے کہ اسے خاندانی زندگی میں مرد کی حفاظت و خبرگیری کے تحت رہنا چاہیے۔

[۵۸] حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”بہترین یوں وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے، جب تم اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے، اور جب تم گھر میں نہ ہو تو وہ تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔“ یہ حدیث اس آیت کی بہترین تفسیر کرتی ہے۔ مگر یہاں یہ اچھی طرح صحیح لینا چاہیے کہ عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت سے اہم اور اقدم اپنے خالق کی اطاعت ہے۔ لہذا اگر کوئی شوہر خدا کی معصیت کا حکم دے، یا خدا کے عائد کے ہوئے کسی فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرے، تو اس کی اطاعت سے انکار کر دینا عورت کا فرض ہے۔ اس صورت میں اگر وہ اس کی اطاعت کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔ بخلاف اس کے اگر شوہر اپنی یوں کو فل نمازی اپنی روزہ برک کرنے کے لیے کہے تو لازم ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔ اس صورت میں اگر وہ نوافل ادا کرے گی تو مقبول نہ ہوں گے۔

وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ حَفَانُ أَطْعَنَكُمْ  
فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْهَا كَبِيرًا ۖ ۳  
وَإِنْ خِفْتُمُ شَقَاقَ بَيْنَهُمَا فَابْعَثُوهُ حَكْمًا مِنْ أَهْلِهِ  
وَحَكْمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَرِّقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا طَ  
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْهِمَا حَسِيرًا ۷۵ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا

خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہا اور مارو<sup>[۵۹]</sup>، پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ تجوہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو، یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔ اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں اور بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو، وہ دونوں<sup>[۶۰]</sup> اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے<sup>[۶۱]</sup> اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناو،

[۵۹] یہ مطلب نہیں ہے کہ تینوں کام بیک وقت کر کرے لے جائیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ نشوز کی حالت میں ان تینوں تدبیروں کی اجازت ہے۔ اب رب امان پر عمل در آمد، تو ہر حال اس میں قصور اور سزا کے درمیان ناسِب ہونا چاہیے، اور جہاں بھکی تدبیر سے اصلاح ہو سکتی ہو وہاں سخت تدبیر سے کام نہ لینا چاہیے۔ نبی ﷺ نے یہ یوں کو مارنے کی جب کبھی اجازت دی ہے بادل ناخواست دی ہے اور پھر بھی اسے ناپسند ہی فرمایا ہے۔ تاہم بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو پہنچنے بغیر درست ہی نہیں ہوتیں۔ ایسی حالت میں نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ منہ پر نہ مارا جائے، بے تحی سے نہ مارا جائے اور نہ ایسی چیز سے مارا جائے جو حسم پر نشان چھوڑ جائے۔

[۶۰] دونوں سے مراد ثالث بھی ہیں اور زوجین بھی۔ ہر جھگڑے میں صلح ہونے کا امکان ہے بشرطکہ فریقین بھی صلح پسند ہوں۔ اور نیچ والے بھی چاہتے ہوں کہ فریقین میں کسی طرح صفائی ہو جائے۔

[۶۱] اس آیت میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جہاں میاں اور بیوی میں ناموافقت ہو جائے وہاں نزاع سے انقطاع تک نوبت پہنچنے یا عدالت میں معاملہ جانے سے پہلے گھر کے گھر بھی میں اصلاح کی کوشش کر لینی چاہیے، اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ میاں اور بیوی میں سے ہر ایک کے خاندان کا ایک ایک آدمی اس غرض کے لیے مقرر کیا جائے کہ دونوں مل کر اسباب اختلاف کی تحقیق کریں اور پھر آپس میں سر جوڑ کر پیشیں اور تصفیہ کی کوئی صورت نکالیں۔ یہ نیچ والاث مقرر کرنے والا کون ہو؟ اس سوال کو اللہ تعالیٰ نے ہم کھاہے تاکہ اگر زوجین خود چاہیں تو اپنے اپنے رشتہ داروں میں سے خود ایک ایک آدمی کو اپنے اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لیے منتخب کر لیں، ورنہ دونوں خاندانوں کے بڑے بڑے ہمایہ مداخلت کر کے نیچ مقرر کریں، اور اگر مقدمہ عدالت میں پہنچنے ہی جائے تو عدالت خود کوئی کارروائی کرنے سے پہلے خاندانی نیچ مقرر کر کے اصلاح کی کوشش کرے۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ ثالثوں کے اختیارات کیا ہیں۔ فقیماء میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ ثالث فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے، البتہ تصفیہ کی جو صورت ان کے نزدیک مناسب ہو اس کے لیے سفارش کر سکتے ہیں، ماننا یا نہ ماننا زوجین کے اختیار میں ہے۔ ہاں اگر

يَه شَيْعًا وَإِلَوًا إِلَدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى  
وَالْمَسِكِينَ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ  
بِالْجَنِّ وَابْنِ السَّبِيلِ لَا وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ طَإِنَّ اللَّهَ لَا  
يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُحْتَالًا فَخُورًا طَإِلَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ  
النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا أَتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ طَ

مال باپ کے ساتھ نیک برتا کرو، قربات داروں اور سکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اور پڑوںی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے [۲۲] ساتھی اور صافر سے، اور ان لوگوں کے غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو، یعنی جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغزور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔ اور ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں ہیں جو کنجوی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوی کی ہدایت کرتے ہیں اور جو پچھے اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دیا ہے اسے چھپا تے ہیں [۲۳]۔

زوجین نے ان کو طلاق یا خلع یا کسی اور امر کا فیصلہ کر دینے کے لیے اپنا دکیل بنایا ہو تو البتہ ان کا فیصلہ تایم کرنمازوجین کے لیے واجب ہو گا۔ یعنی اور شافعی علماء کا مسلک ہے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک دونوں پیشوں کو موافقت کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے، مگر علیحدگی کا فیصلہ وہ نہیں کر سکتے۔ یہ حسن بصری اور تقاضہ اور بعض دوسرے فقہاء کا قول ہے۔ ایک اور گروہ اس بات کا قائل ہے کہ ان پیشوں کو ملانے اور جدا کر دینے کے پورے اختیارات ہیں۔ ابن عباس، سعید بن جبیر، ابراہیم بن شعیب، محمد بن سیرین اور بعض دوسرے حضرات نے بھی رائے اختیار کی ہے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فیصلوں کی جو نظریں ہم تک پہنچی ہیں ان میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات پر مقرر کرتے ہوئے عدالت کی طرف سے ان کو حاکمان انتخیارات دے دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ اور ان کی بیوی فاطمہ بنت عتبہ بن رہیۃ کا مقدمہ جب حضرت عثمانؓ کی عدالت میں پیش ہوا تو انہوں نے شوہر کے خاندان میں سے حضرت ابن عباسؓ، اور بیوی کے خاندان میں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو پیچ مقرر کیا اور ان سے کہا کہ اگر آپ دونوں کی رائے میں ان کے درمیان تفریق کر دینا ہی مناسب ہو تو تفریق کر دیں۔ اسی طرح ایک مقدمہ میں حضرت علیؓ نے حکم مقرر کیے اور ان کو اختیار دیا کہ چاہیں ملادیں اور چاہیں جدا کر دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیچ بطور خود تو عدالتی اختیارات نہیں رکھتے۔ البتہ اگر عدالت ان کو مقرر کرتے وقت انہیں اختیارات دیں تو پھر ان کا فیصلہ ایک عدالتی فیصلے کی طرح نافذ ہو گا۔

[۲۲] متن میں ”الصَّاحِبِ بِالْجَنِّ“ فرمایا گیا ہے جس سے مراد ہم نہیں دوست بھی ہے اور ایسا شخص بھی جس سے کہیں کسی وقت آدمی کا ساتھ ہو جائے۔ مثلاً آپ بازار میں جا رہے ہوں اور کوئی شخص آپ کے ساتھ راست چل رہا ہو، یا کسی دکان پر آپ مودا خرید رہے ہوں اور کوئی دوسرا خریدار بھی آپ کے پاس بیٹھا ہو، یا سفر کے دوران میں کوئی شخص آپ کا ہم سفر ہو۔ یہ عارضی ہمسایگی بھی ہر مہذب اور شریف انسان پر ایک حق عائد کرتی ہے جس کا تقاضا ہے کہ وہ حق الامکان اس کے ساتھ نیک برداشت کرے اور اسے تکلیف دینے سے مجتنب رہے۔

[۲۳] اللہ کے فضل کو چھپانا یہ ہے کہ آدمی اس طرح رہے گویا کہ اللہ نے اس پر فضل نہیں کیا ہے۔ مثلاً کسی کو اللہ نے دولت دی ہو اور